تبصرۂ کتب

عورت اور مزاحمت

مصنّف : خالد رشید عاصی
ناشر : ابلاغیاتِ مقدّس پولوس سنٹر، ٹمپل روڈ - لاہور
اشاعت : اوّل، نومبر ۱۹۹۶ء
صفحات : ۸۰
قیمت : ۴۵ روپے

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے معاشرے میں قبائلی رسم و رواج، جاگیر دارانہ مفادات اور بعض اوقات دینی تعلیمات کی غلط تشریحات کے تحت عورت کے حقوق غصب کیے گئے ہیں، اُسے تعلیم سے محروم رکھا گیا ہے، زندگی کے فیصلوں میں اُس کی رائے کا احترام نہیں کیا گیا، اور بحیثیتِ مجموعی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اسے وہ کردار ادا نہیں کرنے دیا گیا، جس کے ادا کرنے کی وہ اہل ہے۔ اس صورت حال نے حسّاس ذہنوں کو پریشان کر رکھا ہے، ان میں سے بعض نے مغرب کی آزاد عورت کو اپنے لیے ماڈل قرار دیا لیا ہے اور اس تگ و دو میں مصروف ہیں کہ کسی طرح ارضِ پاکستان کی عورت کو مغرب کی عورت کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا جائے۔ اس کوشش میں بالخصوص وہ غیر سرکاری تنظیمیں پیش پیش ہیں جنہیں مغربی اداروں سے مالی امداد ملتی ہے۔ مغربی معاشرے اور ارضِ پاکستان کے معروضی حقائق کے پیشِ نظر اولاً یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ یہ ایک سعی لاحاصل ہے۔ ثانیاً مغرب کی عورت آج جہاں کھڑی ہے، متعدّد پہلوؤں سے وہ چنداں قابلِ رشک نہیں۔ انتہا پسندانہ انفرادیت پسندی مغربی معاشرت کا المیہ ہے اور ذاتی لطف و آرام کے حصول نے نوجوان نسل کو اس حد تک بے پروا کر دیا ہے کہ مائیں اور بڑی بوڑھیاں اپنی اولاد کی شکل دیکھنے کو ترستی ہیں۔ علیحدگی اور طلاق کا بڑھتا ہوا رجحان، بزرگانِ خاندان سے کٹ کر زندگی گزارنے کا رویّہ اور مساوات کے موہوم تصوّر نے جہاں مغرب کے مرد کو پریشانیوں کے تحفے دیے ہیں، وہیں عورت بھی اس سے بری طرح متاثر ہوئی ہے۔

وطنِ عزیز میں مغرب کی عورت کو نمونہ بنا کر کام کرنے والی تنظیمیں گزشتہ ایک عشرے سے بڑی بلند آہنگی سے کام کر رہی ہیں۔ ان تنظیموں کو مسیحی اقلیّتی برادری سے چند اچھے کارکن ملے ہیں۔ جناب خالد رشید عاصی جو پیشے کے لحاظ سے پادری ہیں اور اُردو ادب کا اچھا ذوق رکھتے ہیں، نظم و نثر کے

ذریعے عورتوں کے مسائل پر چھوٹی چھوٹی تحریریں پیش کر رہے ہیں۔ ان کی تحریروں کے زیر نظر مجموعے کا نام اگرچہ "عورت اور مزاحمت" ہے، مگر اس میں متنوع مسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔ اُنھوں نے بجا طور پر توجہ دلائی ہے کہ "تعلیم عورت کی ترقی کا پہلا زینہ ہے۔ جو عورت تعلیم حاصل کرتی ہے، اُس کی تعلیم کی روشنی کی ایک کرن ہی ظلم کے اندھیرے کو مات دینے کے لیے کافی ہے۔" (صفحات ۲۵-۲۶) "جدید دور میں اِس بات کی ضرورت ہے کہ معاشرے کے ایسے تمام غیر منصفانہ ڈھانچوں کو تبدیل کیا جائے، جہاں انسانیت کی قدر نہیں ہوتی، جہاں عورت کو انسان نہیں سمجھا جاتا، جہاں مرد صرف اپنی سگی بہن، بیٹی اور ماں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کی عزت اور تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے، مگر اِس سے ہٹ کر کوئی بھی دوسری عورت اس کی ہوس کا نشانہ بن سکتی ہے۔" (ص ۳۴)

جناب خالد رشید عاصی نے متعدّد سوال اٹھائے ہیں جن کے جواب معاشرے کی صورت حال بدلنے کی دعوت دیتے ہیں۔ چولھے اس کثرت سے کیوں پھٹتے ہیں؟ عورتوں کے قتل کو چھپانے کے لیے یہ کوئی بہانہ تو نہیں؟ عورت کے خلاف تشدّد کیوں ہے؟ بعض اوقات اُس کی مرضی کے خلاف اُسے ایک مرد کے پلّے کیوں باندھ دیا جاتا ہے اور بعض اوقات اُسے زندگی بھر مجرد زندگی گزارنے پر کیوں مجبور کیا جاتا ہے؟

جناب خالد رشید عاصی نے مرد و زن کی مساوات کا نعرہ پیش نظر رکھا ہے، اس لیے وہ کسی جگہ مرد یا عورت کی تخصیص کے قائل نہیں۔ "مساواتِ مرد و زن" کے تصوّر نے مقابلہ و مسابقت اور نتیجتہً ٹکراؤ کی کیفیت پیدا کی ہے، حالانکہ زندگی اشتراک و تعاون کا تقاضا کرتی ہے۔ اگرچہ کیتھولک کلیسا نے تاحال عورتوں کے کاہن بننے کی مزاحمت کی ہے، مگر جناب خالد رشید عاصی کلیسا کی تعلیمات کے برعکس یہ چاہتے ہیں کہ عورت کو کاہن بننا چاہیے اور مذہبی اجتماع کی قیادت اسے حاصل ہونا چاہیے۔ (ص ۵۷)

کتاب میں چار صفحات "عورت اور اقلیت" کے زیر عنوان لکھے گئے ہیں اور اِن میں قانونِ شہادت، مسیحی خواتین کے قبولِ اسلام اور مسلمان مردوں سے اُن کے نکاح پر مسیحی برادری کا نقطۂ نظر پیش کیا گیا ہے۔ (صفحات ۴۳-۴۶) واضح رہے کہ جناب خالد رشید عاصی وطنِ عزیز میں جاری اسلامی قوانین کو سیکولر طبقے کی اصطلاح میں "امتیازی قوانین" قرار دیتے ہیں اور بحیثیتِ مجموعی مذہبی رہنما ہونے کے باوجود اُن کا اندازِ نظر لبرل اور سیکولر اقدار کا عکاس ہے۔

دورانِ مطالعہ میں محسوس ہوا کہ اُنھیں اپنی بعض آراء پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر (۱) "دُنیا کے مختلف مذاہب یہی سمجھتے ہیں کہ عورت کی وجہ سے دُنیا میں گناہ آیا۔" (ص ۳۱) اگر ان مختلف مذاہب کا حوالہ دے دیا جاتا تو زیادہ مناسب تھا۔ لاہور سے شائع ہونے والی اس کتاب کے زیادہ تر قاری مسلمان یا مسیحی ہوں گے۔ بہرحال اسلام، خالد رشید عاصی کے ان "مختلف مذاہب" میں شامل نہیں جو دُنیا میں گناہ کے وجود کو عورت سے منسوب کرتے ہیں۔ (۲) "پاک و ہند کی دھرتی پر---

[طوائف کا] پیشہ شریف گھرانوں کی نوجوان لڑکیوں کے لیے باعث کشش ہوتا تھا۔" (ص ۵۸) بعض تاریخی بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے عہدِ زوال (بالخصوص انیسویں صدی) میں طوائف کو ایک ادارے کی شکل حاصل ہو گئی تھی اور یہ طبقہ بات چیت اور نشست و برخاست میں ادب آداب کے لحاظ سے اپنا ایک کلچر رکھتا تھا اور معاشرے کے اعلیٰ جاگیر دار طبقے (جس پر اس کا انحصار تھا) کے بچے بات چیت اور نشست و برخاست کے آداب میں اُن سے استفادہ کرتے تھے، مگر یہ کہنا کسی طور پر درست معلوم نہیں ہوتا کہ طوائفوں کا طبقہ شریف گھرانوں کی نوجوان لڑکیوں کے لیے باعث کشش تھا۔ (۳) "پاکستان کی ۸۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔" (ص ۶۱) ان دنوں دیہی اور شہری آبادی کے درمیان تناسب کا یہ اندازہ درست نہیں۔ محتاط اندازے کے مطابق اب دیہی آبادی ۶۵ فیصد کے لگ بھگ ہے، اور بتدریج شہری آبادی میں اضافے سے دیہی تناسب کم ہو رہا ہے۔

کتاب سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے، گتّے کی مناسب جلد ہے جس پر ایک عورت کو سلاخوں کے پیچھے، مگر ہاتھ میں دیا اٹھائے دکھایا گیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں چند مسیحی دانشوروں کی تقریظی تحریریں شامل کی گئی ہیں۔ (ادارہ)

مراسلت

خواجہ حامد بن جمیل

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" (مئی ۱۹۹۷ء) میں حافظ محمد سجاد کی مرتبہ کتابیات —— "پاکستان کی جامعات میں اسلام اور مسیحیت کا تقابلی مطالعہ" —— شائع ہوئی ہے۔ حافظ صاحب شعبہ علومِ اسلامیہ - پنجاب یونیورسٹی - لاہور میں "حضرت مجدد الف ثانی کی تقابلِ ادیان میں خدمات" کے موضوع پر کام کر رہے ہیں۔ "کتابیات" میں پنجاب یونیورسٹی - لاہور کی جگہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی - ملتان لکھا گیا ہے، جو درست نہیں۔

تقابلِ ادیان کے حوالے سے شعبۂ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی - لاہور میں ڈاکٹریٹ کی سطح پر حسبِ ذیل کام بھی ہو رہا ہے۔

خواجہ حامد بن جمیل	تعمیر شخصیت میں نظامِ عبادت کا کردار: سامی مذاہب اور عصری افکار کی روشنی میں
عبدالرشید قادری	زبور کا تحقیقی جائزہ اور قرآن مجید کے متعلقہ موضوعات سے ان کا موازانہ
کنیز فاطمہ	راہِ نجات: مختلف مذاہب کی روشنی میں